قرآنیات

البیان
جاوید احمد غامدی

الحج - المؤمنون

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

یہ دونوں سورتیں اپنے مضمون کے لحاظ سے توام ہیں۔ دونوں کا موضوع انذار و بشارت ہے جو پچھلی سورتوں سے چلا آ رہا ہے۔ پہلی سورہ میں قریش مکہ کو، خاص کر حرم کی تولیت کے حوالے سے آخری انذار و تنبیہ اور دوسری میں اُن کے لیے اُسی انذار و تنبیہ کے نتائج کی وضاحت ہے جس میں ایمان والوں کی کامیابی کا مضمون بہت نمایاں ہو گیا ہے۔

دونوں سورتوں میں خطاب اصلاً قریش سے ہے اور اِن کے مضمون سے واضح ہے کہ ام القریٰ مکہ میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے مرحلۂ ہجرت و براءت میں نازل ہوئی ہیں۔

سورۂ حج کی چند آیات، البتہ مدنی ہیں جو اُس اقدام کی وضاحت کے لیے سورہ کا حصہ بنا دی گئی ہیں جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد خدا کا فیصلہ قریش مکہ کے لیے ظاہر ہو جائے گا۔

سورة الحج

(۱)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ﴿۱﴾ يَوْمَ
تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا

۱

اللہ کے نام سے جو سراسر رحمت ہے، جس کی شفقت ابدی ہے۔

لوگو،[۱] اپنے پروردگار سے ڈرو۔[۲] حقیقت یہ ہے کہ قیامت کا بھونچال بڑی ہی ہول ناک چیز ہے۔ تم جس دن اُس کو دیکھو گے، ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل

۱؎ یہ لفظ اگرچہ عام ہے، لیکن اِس سے مراد وہی متمردین قریش ہیں جو قیامت کو جھٹلاتے اور عذاب کے لیے جلدی مچائے ہوئے تھے۔

۲؎ یعنی اُس کے مقابلے میں سرکشی اختیار نہ کرو، اِس لیے کہ اُس کا عذاب پناہ مانگنے کی چیز ہے، وہ مطالبہ کرنے کی چیز نہیں ہے۔

وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴿۲﴾
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ﴿۳﴾ كُتِبَ عَلَيْهِ

ڈال دے گی، اور تم لوگوں کو مدہوش دیکھو گے، حالاں کہ وہ مدہوش نہیں ہوں گے، بلکہ اللہ کا عذاب ہی کچھ ایسا سخت ہوگا[۳]۔ ۱-۲

اِدھر لوگوں کا حال یہ ہے کہ اُن میں ایسے (احمق) بھی ہیں[۴] جو بغیر کسی علم کے[۵] خدا کے بارے میں جھگڑتے[۶] اور ہر سرکش شیطان[۷] کی پیروی کرنے لگتے ہیں، جس کی نسبت لکھ دیا گیا ہے[۸] کہ جو اُس

۳؎ آیت میں مخاطبین کے لیے ایک جگہ جمع اور دوسری جگہ واحد کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ ہم دوسری جگہ وضاحت کر چکے ہیں کہ جمع کے لیے واحد کا صیغہ استعمال کیا جائے تو اُس میں مخاطبین کا ایک ایک شخص فرداً فرداً مراد ہوتا ہے اور کلام میں جمع کے بالمقابل زیادہ زور پیدا ہو جاتا ہے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

۴؎ 'وَمِنَ النَّاسِ مَنْ' کا یہ اسلوب تحسین اور تقبیح، دونوں کے لیے اختیار کیا جاتا ہے۔ یہاں قرینہ دلیل ہے کہ یہ تقبیح کے لیے ہے۔ لفظ 'احمق' کے اضافے سے ہم نے اِسی کو ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔

۵؎ یعنی عقل و فطرت، علم و استدلال اور کتاب الٰہی کی کسی شہادت کے بغیر ہی مناظرے اور مجادلے کے لیے آستینیں چڑھا لیتے ہیں۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

> ''... اِس طرح کے لوگ کسی معاشرے میں بھی تعداد میں بہت زیادہ نہیں ہوتے، بلکہ اِن کا ایک خاص طائفہ ہی ہوتا ہے۔ اِن کا علم بھی بس سنی سنائی اور رٹی رٹائی باتوں پر مبنی ہوتا ہے۔ لیکن زبان درازی میں طاق اور لاف زنی میں مشاق ہوتے ہیں، اِس وجہ سے شاطر لوگوں کے ایجنٹ بن کر بے چارے سادہ لوح عوام کو گم راہ کرنے کی خدمت خوب انجام دیتے ہیں۔'' (تدبر قرآن ۵/۲۰۸)

۶؎ یہ اُس جھگڑے کا ذکر ہے جو وہ خدا کی توحید اور اُس کے حضور میں جواب دہی کے متعلق پیدا کیے ہوئے تھے۔ چنانچہ کسی طرح باور کرنے کے لیے تیار نہیں تھے کہ قیامت برپا ہوگی اور بالفرض ہوگی تو اُنھیں تنہا خدا سے معاملہ پڑے گا اور اُن کے شرکا و شفعا وہاں اُن کے کام نہ آئیں گے۔

۷؎ یعنی خواہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

۸؎ یہ اُس مہلت کی طرف اشارہ ہے جو خدا نے شیطان کو دے رکھی ہے اور اِس طرح گویا اُس کے لیے طے

اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۴﴾

کو دوست بنائے گا تو یوں ہے کہ اُس کو وہ گم راہ کر دے گا اور اُس کو دوزخ کے عذاب میں پہنچائے گا۔۳-۴

کر دیا ہے کہ قیامت تک وہ یہی خدمت انجام دیتا رہے۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com